جنت کی ضمانت حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی

اثرِ خامہ: محمود مرزا جہلمی مدیر اعلیٰ ہفت روزہ "صدائے مسلم"، جہلم

حدیثِ افتراقِ امت کا ایک حالیہ مطالعہ اس تحریر کا باعث ہوا۔ یہ حدیث شریف بارہا اس سے قبل بھی مطالعہ میں آئی مگر...... اس مرتبہ ایک نئے انداز سے فکر انگیز ہوئی، وہ یہ کہ جملہ اہلِ اسلام اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت رکھتے ہیں، بلا اختلاف اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ رضائے الٰہیہ کے حصول کا فرید و وحید ذریعہ حضورِ اقدس کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرائی ہے۔ قرآن مجید اس مضمون سے معمور ہے کہ جب مسلمان اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں گے تو وہ فلاحِ دارین پائیں گے اور آخری انعام کے طور پر ابدی جنت پائیں گے

حدیث افتراقِ امت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "تہتر فرقوں میں سے صرف ایک فرقہ ناجی اور باقی سب ناری ہوں گے"۔ یہاں اس ذکر نے جنم لیا کہ اگر سارے اہلِ اسلام ایک فرقے میں مدغم ہو جائیں تو بھلا سارے ہی جنت میں نہ چلے جائیں گے؟ بشارت مخبرِ صادق نے دی ہے ان کے برحق ہونے میں تو کسی کو کلام نہیں ہو سکتا، حدیث شریف کا مفہوم یہ نہیں کہ امت کا ۷۳ فرقوں میں بٹنا کوئی مشیت یا تقدیرِ الٰہیہ ہے، یہ افتراق تو بندے خود کریں گے...... سو حدیثِ مبارکہ عملِ افتراق کی مذمت کرتی ہے اور چاہتی ہے کہ سب اہلِ اسلام اگر جنت کی یقینی ضمانت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ایک فرقہ بن جائیں، میرے خیال میں موقع و محل کا تقاضا یہ ہے کہ یہاں ایک فرقہ کی جگہ ایک جماعت لکھا جائے کیونکہ فرقہ دوسرے فرقے کو مستلزم ہے، جبکہ اسلام جماعت کا داعی ہے اور ﴿ولا تفرقوا﴾ کا حکم دیتا ہے۔

الحمد للہ! امت اپنے تئیں اہلِ سنت کہلانے میں ہی فخر محسوس کرتی ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی اپنے اپنے مسلک کا لاحقہ بھی لگاتی ہے جو اس سرمایۂ اتحاد میں سنید لگانے کے برابر ہے اور اس جماعت کو فرقوں میں منتشر کر دیتا ہے۔

مسالک میں بٹے ہوئے لوگ بلکہ مذاہب و ادیانِ باطلہ کے پیروکار بھی اپنے اپنے مسلک اور اپنے اپنے دین کی حقانیت پر حق الیقین رکھتے ہیں اور ان کی صداقت پر ایمانِ کامل اس طرح رکھتے ہیں کہ ان پر چل کر وہ فلاحِ دارین پا جائیں گے اور اس کے نتیجے میں جنت میں چلے جائیں گے، مثلاً...... بت پرست ہندو اسی طرح سورگ میں جانے کا یقین رکھتا ہے جس طرح توحید پرست مسلم رکھتا ہے کوئی بھی عقل مند انسان کسی مسلک یا کسی دین پر کسی مخمصے کے ساتھ کاربند نہیں رہتا ہے اور اگر اس کا یقین کسی مرحلہ پر متزلزل ہو جائے تو وہ بلا تامل اپنا مسلک یا دین

بدل لیتا ہے پھر کوئی زمینی طاقت اسے اس اقدام سے باز نہیں رکھ سکتی، مثلاً...... فرعون کی عین آنکھوں کے سامنے جب جادوگروں پر دینِ فرعون کا ابطال ہو گیا تو انھوں نے دینِ موسیٰ کو قبول کرنے میں ایک لمحہ کی تاخیر بھی نہ کی اور ان تمام خطرات کو قبول کر لیا جو اس اقدام کے نتیجے میں ان کے سامنے تھے، اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ لوگ کوئی مسلک یا دین کسی دنیوی غرض سے قبول نہیں کرتے اور نہ ہی ان کا یقین کسی مخمصے کا شکار ہوتا ہے اور کبھی تشکیک پیدا ہو جائے تو وہ فوراً اس کا ازالہ کرتے ہیں اور اس کے نتیجے میں بلا تأمل اپنا مسلک یا دین تبدیل کر لیتے ہیں اسلئے کسی مسلک پر چوٹ کرنا ہمارا مدعا نہیں ہے...... لیکن حدیث افتراقِ امت کی روشنی میں یہ دیکھ کر کہ ہر ۷۳ میں سے ۷۲ لوگ دوزخ میں چلے جائیں گے، تو دل جل اٹھتا ہے کہ ان ۷۲ لوگوں میں کیسے کیسے اتقیاء اور ازکیاء ہوں گے؟ جو پوری پوری زندگی اپنے اپنے مسالک کے مطابق پورے یقین کے ساتھ جنت پا جانے کی امید میں اعمالِ صالحہ کرتے رہے ہوں گے لیکن ان کی یہ امید بر نہ آنے والی ہو گی جب معرضِ حساب میں ان کے کئے کرائے پر پانی پھر جائے گا تو ان پر کیسی حسرت طاری ہو گی!!!

ایسا کون سا جرم ہو گا جو ان ۷۲ ناری فرقوں کے لوگوں سے سرزد ہوا ہو گا جو عنداللہ اتنی بڑی سزا کا مستوجب ہو گا؟ جرم یہ نہ ہو گا کہ وہ قیامِ صلوٰۃ وادائے زکوٰۃ کے منکر ہوں گے یا وہ توحید و رسالت کے منکر ہوں گے، نہیں، وہ توحید و رسالت کے مقر ہوں گے، بلکہ وہ اسلام کے عقائد و اعمال کے قائل و فاعل ہوں گے لیکن ان کا سب کچھ مسترد کر دیا جائے گا، آخر کیوں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ان کے بنیادی عقائد میں نقص ہو گا، دیکھئے! ہمیں ایسی دعائیں تعلیم کی جاتی ہیں جن کے ذریعے ہم گناہوں کی معافی طلب کرتے رہتے ہیں یہ دعائیں یقیناً قبول ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں معافی دیتے رہتے ہیں میدانِ حشر میں تو اللہ غفور الرحیم اپنے عفو و کرم کے سمندر بہا دیں گے اور حضور اقدس ﷺ کی شفاعتِ کبریٰ سے ہم جیسے بے شمار عاصی بخشش پا جائیں گے۔ غور فرمائیں! اگر ان ۷۲ لوگوں کے گناہ قابلِ معافی ہوتے تو وہ معاف ہو سکتے تھے...... گناہ، اعمال کے ترک یا ان میں کوتاہی اور نقص کا نام ہے، مثلاً...... ایک نمازی اگر وضو ٹھیک سے نہ کرے تو یہ گناہ ہے، نماز باجماعت میں کوتاہی کرے اور وقت ناوقت کا لحاظ نہ رکھے تو یہ گناہ ہے۔ اسی قسم کے گناہوں کی معافی ہم طلب کرتے رہتے ہیں جو طلب کرنے کی تعلیم ہمیں قرآن و حدیث میں مروی دعاؤں کے ذریعے دی گئی ہے، حتیٰ کہ کبائر کے متعلق بھی حکم دیا گیا ہے کہ اگر بندۂ مسلم سے جہالت میں یہ بھی سرزد ہو جائیں تو فوراً پچھتاوا کرے اور توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول ہو گی۔ لیکن ان ۷۲ لوگوں کے لئے یہ ساری رعایت سلب کر لی جائے گی اور انہیں دوزخ میں ڈال دیا جائے گا تو...... کیا یہ واجب نہیں کہ سب فرقے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر قرآن و حدیث کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں اور یہ یقین

کرلیں کہ ہر ایک فرقے میں کہیں نہ کہیں نقص موجود ہے جسے اس کے پیروکار اس وقت تو ماننے سے انکاری ہیں مگر ایک وقت آنے والا ہے کہ وہ کفِ افسوس ملتے رہ جائیں گے۔

جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے کوئی آدمی بھی یہ ماننے کو تیار نہیں ہوتا کہ اس کے مسلک میں کوئی خرابی ہے اور ہر مسلک کے پیروکار یہی یقین رکھتے ہیں کہ وہ اسی تہتروین (۷۳ ویں) فرقے کے پیروکار ہیں جو ناجی ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ ان فرقوں کے علمائے کرام اپنے اپنے مسلک کو کتاب و سنت کی کسوٹی پر پرکھنے اور پورا اتارنے کی جگہ کتاب و سنت کی مسلکی تشریح کر کے اس پر پورا اتار دیتے ہیں ...... بحث یہ ہوتی ہے کہ ہمارے امام نے اس مسئلہ کے بارے میں کیا فرمایا ہے ؟ جبکہ دیکھنا یہ ہے چاہیے کہ امام الانبیاء ﷺ نے کیا فرمایا ہے ؟ مثلاً ..... مالکی نماز اس طرح پڑھتا ہے جس طرح امام مالکؒ نے پڑھی ہے۔ حالانکہ دیکھنا یہ چاہیے کہ ہمارے نبی ﷺ نے نماز کیسے پڑھی ہے ؟ کیونکہ ہماری طرف نبیؐ مبعوث ہوئے تھے نہ کہ امام شافعیؒ یا امام ابو حنیفہؒ یا امام مالکؒ۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمارے سامنے آپ ﷺ کا یہ فرمان بھی ہمیشہ مدِ نظر رہنا چاہیے :(صلوا کما رأ یتمونی اصلي) یعنی :"تم نماز اس طرح پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے"۔

فقہائے کرام نے اپنی اپنی فکر کے مطابق اسلام کا تفقہ حاصل کیا اور اسے لوگوں کے سامنے رکھا، ان کا علمی رتبہ واقعی بلند بلکہ بہت بلند ہے مگر ان کے تفقہ فی الدین کی صحت پر کوئی آسمانی شہادت موجود نہیں ہے۔ پھر معصوم عن الخطاء ہونا خاصۂ انبیاءؑ ہے۔ یوں آئمہ کرام اپنے تمام علمی تبحر اور زہد و تقویٰ کے باوصف اور ہماری عقیدت کے باوجود کسی آسمانی اتھارٹی کے حامل نہ تھے کہ ان کے مسالک کو غلطی سے مبرا سمجھ کر قبول کر لیا جائے لیکن ہوا یہی ہے کہ اہلِ تقلید نے اپنے اپنے آئمہ کرام کے فرمودات کو ہی اسلام ٹھہرا لیا ہے، حالانکہ اسلام تو وہ ہے جو کتاب اللہ اور حدیثِ رسول اللہؐ میں ہے۔ اہلِ تقلید کا ایک موقف یہ بھی ہے کہ آیات واحادیث ڈھونڈنے کا کام ان کے آئمہ کرام کر گئے ہوئے ہیں ...... لہذا اب وہ یہ کام نئے سرے سے کرنے کو تیار نہیں ہیں اور اسلام ان کے نزدیک وہی ہے جو ان کے آئمہ کی فکر پر مشتمل ہے، اس فکر کا بودا پن تو اظہر من الشمس ہے مگر پھر بھی اہلِ تقلید بڑی بے باکی سے اس کا اظہار کرتے ہیں مگر عملاً پھر اس کے خلاف بھی کرتے ہیں کہ اپنی اپنی فقہ کی کتب میں یہ بھی پڑھاتے ہیں کہ امامِ مسلک سے اس کے شاگردوں نے بھی اختلاف کیا، اگر شاگرد ہی اپنے استاذ کے خیال سے اختلاف کر سکتا ہے تو نکرِ استاذ کا غلطی سے مبرا ہونا، محال ٹھہرتا ہے۔ بس ہم اسی قدر کہتے ہیں کہ چونکہ صرف اور صرف نبی ﷺ کا فرمان ہی صرف ایسا فرمان ہے جو ہر لحاظ سے محفوظ عن الخطاء ہے، اسلئے صرف اسی پر عمل کرو۔

ستم یہ ہوا کہ جب نبی ﷺ کے لائے ہوئے اسلام کے مقابلے میں آئمہ فقہ کے مسالک و مذاہب کو اسلام

کے طور پر قبول کر لیا گیا تو پھر یہ دروازہ کھلتا ہی گیا، اس دروازے سے جو اسلام میں مقلدینِ فقہ نے کھولا...... بعد میں اسی سے تصوف اسلام میں درآئی اور لوگ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی کے ساتھ ساتھ قادری، نقشبندی، سہروردی چشتی، نوشاہی اور آخر میں گوہر شاہی بن گئے۔ میں نے تصوف کے سلسلے کی چند شاخیں ہی مرقوم کی ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ہر ہر گلی میں یہ سلسلے قائم ہیں اور ان کے تحت نت نئے مسلک عالمِ وجود میں آرہے ہیں اور اب یہ باباکار مچی ہے کہ کسی کو کچھ ہوش نہیں رہا کہ وہ کیا کر رہا ہے اور کدھر بھاگا جا رہا ہے؟ بات اب فقہی مسالک سے کہیں آگے جا چکی ہے...... اب ان میں ملفوظاتِ شیخ بھی مل گئے ہیں۔ ہر آستانہ اپنے وابستگان عقیدت کیلئے الگ الگ امتیازی لباس تک تجویز کرتا ہے خاص خاص طرز کی کلاہیں اور رنگ مقرر کرتا ہے اور یہ سارے عقیدت مند جنت کی امید میں یہ سب کچھ پورے یقین کے ساتھ کئے جا رہے ہیں، اگر اس سارے معاملے پر نظر ڈالیں تو ایک اور سوال اُلجھ کر سامنے آتا ہے کہ اگر اہلِ تقلید اور اہلِ تصوف کا موقف ہی درست ہے تو پھر وہ سارے ایک ہی فقہی مسلک اور ایک ہی سلسلہ تصوف پر کیوں نہیں متفق ہو جاتے؟ عقائد و اعمال کے متنوع منظر نامے میں سے حقِ انتخاب کے تحت اپنی اپنی پسند کے مطابق قبول و استرداد کا طریقہ تو یقیناً غلط ہے یہ بات تو کوئی بھی کہے...... ماننے کیلئے کوئی تیار نہ ہوگا کہ عقائد اور اعمال کے باب میں اہلِ اسلام کو حقِ استصواب حاصل ہے! اگر یہ حق حاصل ہے تو پھر حضور اقدس ﷺ اپنی امت کے ۷۲ فرقوں کو ناری نہ کہتے! کیونکہ ہر فرقہ یہ کہہ سکتا ہے کہ جس فقہی اور صوفیانہ مسلک کو اس نے اختیار کیا تھا، جب اس کے اپنانے نہ اپنانے کی اسے آزادی تھی، تو پھر اسے سزا کیسی؟ لیکن ۷۲ لوگوں کو پھر سزا ہوگی تو کیا یہ واجب نہیں کہ ہر فرقہ یہ تسلیم کرلے کہ اس میں کوئی نہ کوئی ایسی بنیادی خرابی موجود ہے جس کیوجہ سے وہ سب کچھ کرنے کے بعد بھی فی النار ہوگا؟

ایک اور زاویۂ نگاہ بھی ہمیں دعوت فکر دیتا ہے قرآن مجید میں مذکور ہے ﴿إن الله لا يغفر أن يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء﴾ کہ "اللہ باری تعالیٰ شرک کے سوا باقی سب گناہ معاف فرما دیں گے"۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے: (كل بدعة ضلالة وكل ضلالة فى النار) "ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں جائے گی"۔ ان دو فرامین پر نظر رکھ کر غور و فکر کریں تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان ۷۲ فرقوں کے عقائد و اعمال میں شرک اور بدعات ہونگی۔ اس لئے اللہ انہیں معاف نہیں فرمائیں گے۔ اگر ان کے عقائد میں شرک نہ ہوتا اور اعمال میں بدعت نہ ہوتی، اور وہ صرف عاصی و معاصی ہوتے مگر شرک و بدعات سے پاک ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان سے درگزر فرماتے اور نبی ﷺ ان کی شفاعت بھی فرماتے۔ ان کے اعمال جو بھی تھوڑے بہتے ہوتے انہیں قبول فرماتے ان کی توبہ قبول فرماتے، ان کے گناہوں سے صرفِ نظر فرماتے اور انہیں واصلِ جہنم نہ فرماتے، اس لئے

ہمیں یہ فکر ضرور کرنا چاہیے کہ کہیں ہم ان ۷۲ فرقوں میں سے تو نہیں ہیں جن پر دوزخ واجب ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے یہاں پر "میری امت کے ۷۳ فرقے" فرمائے ہیں۔ گویا یہ ۷۳ کے ۷۳ ہی حضور ﷺ کا کلمہ بھی پڑھتے ہوں گے..... مگر ان میں سے ۷۲ مارے جائیں گے۔

اس لئے ہم فرمانِ نبی ﷺ کے تحت ساری امتِ محمدیہ ؐ کی خیر خواہی کے جذبے کے ساتھ عرض کرتے ہیں کہ سب لوگ اپنے اپنے مسلک اور فرقے چھوڑ کر قرآن و حدیث سے وابستہ ہو جائیں تو دنیا و آخرت میں کامیابی ہم سب کا مقدر بن جائے۔

میرے خیال میں جنت میں جانے کا اس سے آسان تر راستہ اور کوئی نہیں ہے مگر مشکل کا پیچ یہیں آکر پڑتا ہے، نماز جنت کی کنجی ہے تو آخر اس کا پڑھنا کیا مشکل تھا..... مگر لوگ اس کے تارک ہی رہتے ہیں، جھوٹ کی لعنت سے بچنا بھی کوئی مشکل نہ ہے، مگر لوگ بولے ہی چلے جاتے ہیں، لوگ بڑے بڑے آسان کام نہیں کرتے اور جنت میں نہیں جاتے اور بڑے بڑے مشکل کام کر کے دوزخ میں چلے جاتے ہیں۔ رزقِ حلال کمانا اور جنت میں جانا بڑا آسان ہے..... مگر چوری جیسا مشکل کام کر کے دوزخ اپنانا لوگوں کو آسان لگتا ہے ؎

بس کہ مشکل ہے ہر اک کام کا آساں ہونا آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا

آدمی کیلئے کیا مشکل تھا کہ وہ انسان بن کر زندہ رہتا..... کیونکہ اسے تو عین انسانیت پر پیدا کیا گیا ہے۔ انسان کیلئے سب سے آسان کام تو یہی تھا کہ وہ انسان بن کر زندگی گزارتا لیکن وہ اتنا آسان کام بھی نہ کر سکا، جب اتنا آسان کام بھی نہ کر سکا تو شاعر کہتا ہے کہ کوئی بھی کام آسان نہیں ہے انسان، انسانیت سے اتنا دور چلا گیا کہ اسفل السافلین میں جا گرا۔ میرے نزدیک حضور ﷺ کے امتی کے لئے جنت میں جانا بہت ہی آسان تھا کہ سب امتی ایک فرقہ بن جائیں مگر ہر ۷۳ میں سے ۷۲ امتی جنت کا اتنا آسان سودا کرنے پر بھی تیار نہیں ہیں!!!

کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎ چہ خوش گفت بلبل بموسمِ بہار..... کہ امتِ نبیؐ را بدوزخ چہ کار؟

میں بھی اسی خوش عقیدگی کا قائل ہوں مگر حدیثِ افتراقِ امت اس کی تردید کرتی ہے جہاں تک شاعر کا تعلق تو اس نے لفظِ امت برتا ہے..... جب ۷۳ فرقے بن گئے تو کیسی امت اور کیسی جنت؟؟ اپنی اپنی جماعتوں کو چھوڑنا بڑا مشکل کام ہے کیونکہ چھوڑنے والے کو یہ کہنا واجب ہوتا ہے کہ اس کے فرقہ کے بزرگوار بانی اور اسکے اپنے باپ دادا کا موقف غلط ہے۔ یہ اقرار کرنا بڑا ہی بارِدہ عمل ہے۔ بقولِ اقبال ؎

آئینِ نو سے ڈرنا، طرزِ کہن پہ اڑنا منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

لیکن یہ مسئلہ اتنا سنگین نہیں ہے۔ ہر بندہ اپنے کئے کرائے کا خود ذمہ دار اور جوابدہ ہے، کوئی بندہ محض اس

وجہ سے نہ بخشش پا جائے گا، کہ وہ کسی امام کا پیروکار تھا...... نہ ہی کوئی بیٹا اس وجہ سے چھوٹ جائے گا کہ وہ دینِ آباء کا پابند تھا۔ بخشش کا معیار صرف حضور اقدس ﷺ کی سنتِ مطہرہ پر عمل کرنے میں ہے۔ اسی لئے فرمایا: ﴿لقد كان لكم في رسول الله أسوة حسنة﴾

اب اس مشکل کا بھی تو کوئی نہ کوئی حل ہونا چاہیے؟ ہم کیسے ایک امت بن جائیں اور ہم سب کیسے وہ خوش نصیب (۷۳) تہترواں فرقہ بن جائیں، جو حدیثِ افتراقِ امت میں ناجی بتایا گیا ہے؟ طریقہ بہت ہی آسان ہے...... مگر پھر وہی مشکل!!! سب گروہ اور فرقے یہ تسلیم کریں کہ ان میں کہیں نہ کہیں ضرور کوئی غلطی موجود ہے۔ پھر سارے فرقے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اس دن پر آجائیں جب حضور اقدس ﷺ نے رحلت فرمائی تھی اور اس اسلام کو قبول کرلیں تو اس دن حضورِ اقدس ﷺ نے اپنے پیچھے چھوڑا تھا اور بس____ ہم اہلحدیث اس لئے کہلانے پر مصر ہیں کہ دیگر فرقوں کے فقہی مسالک کے مقابلے میں ہم قرآن وحدیث سے براہ راست مسائل کا استنباط کرتے ہیں اور بقول الشیخ عبدالقادر جیلانیؒ "اہلِ حدیث اور اہلِ سنت ایک ہی جماعت ہیں اور اہلِ بدعت کی شناخت یہ ہے کہ وہ اہلِ حدیث کی مذمت کرتے ہیں، ہم حضور اقدسؐ کے فرمان "ما أنا عليه وأصحابي" پر کاربند ہیں۔ ہم فرقوں کی اس دنیا میں امت کی نشانی ہیں۔ ہم اپنے عقائد اور اعمال کے اعتبار سے اس اسلام پر کاربند ہیں جو حضور اقدس ﷺ نے اپنی رحلت کے وقت اپنے پیچھے چھوڑا تھا، ہم نے اس میں کوئی کمی بیشی نہیں کی۔ ہم نہ تو مذاہبِ اربعہ میں بٹے ہیں اور نہ صوفیانہ سلسلوں کا کوئی قلادہ ہمارے گلے میں ہے۔ لہذا ہم پر کوئی الزام نہیں دھرایا جاسکتا، ہم میں کوئی مکی اور مدنی تو ہوگا مگر سیالوی یا گولڑوی نہ ہوگا۔ ہماری نسبتوں کے تمام رشتے حضور اقدس ﷺ کی ذات پاک اور آپ ﷺ کے شہروں سے وابستہ ہیں ہم آئمہ فقہ کی عظمتوں اور رفعتوں کے قائل اور اولیائے کرام کے مدارج ومراتب سے واقف ہیں...... مگر ہم صرف محمدیؐ کہلانا پسند کرتے ہیں اور ہاں اگر کوئی خیر خواہ ہماری کسی غلطی کی نشاندہی کرے گا تہتر فرقوں کو ایک فرقہ بنانے کے عمل میں ہماری وہ غلطی حائل ہوگی تو ہم واللہ اس سے فوراً رجوع کرلیں گے۔

حدیث افتراقِ امت زیر مطالعہ تھی کہ حسن اتفاق سے انھی دنوں سورۃ الانعام کی تلاوت کا مرحلہ بھی آگیا، فرقہ واریت کی مذمت میں اس سورۃ کے آخر میں بڑا ہی عظیم الشان مضمون بھی پڑھا۔ یہ بیانِ قرآن ہدیۂ قارئین کررہا ہوں، امید ہے یہ والا شان بیان افادۂ عام کے باب میں بہت ہی مؤثر ثابت ہوگا اور قارئین کو پھر سے دعوتِ فکر دے گا اور وہ مسلکوں اور سلسلوں کی تنگ گلیوں سے نکل کر اسلام کے عالم گیر غلبہ کے لئے ایک امت بن کر کام کریں گے، ملاحظہ فرمائیں سورۃ الانعام / ۱۵۳ ﴿وأن هذا صراطي مستقيماً فاتبعوه ولا تتبعوا السبل......﴾

ترجمہ "اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو کہ مستقیم ہے سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ

راہیں تم کو اس (اللہ) کی راہ سے جدا کر دیں گی، اس کا اللہ تعالیٰ نے تم کو تاکیدی حکم دیا ہے"۔

سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۱۵۹ ﴿إن الذين فرقوا دينهم وكانوا شيعاًلست منهم في شئ﴾

ترجمہ "بے شک جن لوگوں نے اپنے دین کو جدا جدا کر دیا اور گروہ گروہ بن گئے آپ ﷺ کا ان سے کوئی تعلق نہیں، پس ان کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے پھر ان کو ان کا کیا ہوا جتلا دیں گے"۔

باطل فرقوں کے عدم جواز پر اور فرقہ پرستوں پر اللہ کے عتاب کے اس واضح حکم کے بعد بھی اگر ہم فرقوں پر ہی فخر کریں اور انھی میں تقسیم رہنے پر مصر رہیں تو ہماری مرضی ...... رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے دوران اور آپ ﷺ کے خلفائے راشدین اور صحابہ رضوان اللہ علیھم اجمعین کے عہد ہمایونی تک کوئی فرقہ اگر تھا تو پھر بسم اللہ آپ بھی فرقوں کے جھنڈے اٹھالیں، آستانوں کے قلادے گلے میں ڈال لیں اور سلسلوں کی زنجیروں میں بندھ جائیں اور اگر اس عہد تک کسی فرقے، سلسلے یا آستانے کے آثار نظر نہیں آتے تو بہادر بن کر یہ سارے بندھن توڑ کر حضور اقدس ﷺ کی حدیث پر جمع ہو جائیں۔ حدیث قرآن کی قولی تعبیر اور سنت عملی تصویر ہے۔ یاد رکھیں! صرف ایک ہی نکتہ ہے، ایک ہی مرکز ہے، ایک ہی سرچشمہ ہدایت اور ایک ہی دعوت ہے ...... اور وہ رسول اللہ ﷺ کی حدیثِ مبارکہ ہے جس پر آپ پوری امت کو جمع کر سکتے ہیں اگر آپ امت کو مذاہب اربعہ کے نام پر چار خانوں میں بانٹنے کو روا رکھیں گے ...... تو پھر مزید خانوں کا جواز خود بخود نکل آئے گا اور تقسیم در تقسیم کا یہ عمل ۷۳ کے عدد سے کم تر پر نہ رکے گا، جبکہ ان میں سے ۷۲ ناری ہوں گے کیا اب بھی آپ کے نزدیک ضروری نہیں ہے کہ ۷۲ فرقے مٹا کر ایک فرقہ بن جائیں کیونکہ جنت میں صرف ایک فرقہ جائے گا۔

گردشِ ایام کی چکی چلتی رہی اور دانے پستے رہے اور مرکز گریز لوگ اسلام کے محمدیؐ مرکز سے دور ہٹتے گئے پہلے فقہ اور پھر تصوف کے صحراؤں میں ھباءً منثوراً ہوتے گئے، جبکہ اہلِ حدیث مدار کے قریب رہے اس لئے وہ اس چکی میں پس جانے سے محفوظ رہے۔ ہم اسلام کی باقیات میں ہیں، ہم نے کوئی فرقہ نہیں بنایا، ہم نے کوئی مسلک تراشا نہ اپنایا، ہم حضور ﷺ کا میلاد و مولود تو نہیں مناتے کیونکہ یہ حضور ﷺ اور حضور ﷺ کے صحابہؓ نے نہ منایا تھا، ہم اتنا کرنے میں ضرور کامیاب و کامران ہیں کہ ہم نے آپ ﷺ کے دینِ متین میں کوئی آمیزش، کوئی کمی اور بیشی نہیں کی۔ ہم آپ ﷺ کے دین کی وہ خوب صورت تصویر اپنے سینوں پر سجائے پھرتے ہیں جو آپ ﷺ نے خود اپنے دستِ نبوتؐ سے کھینچی تھی۔ ہم آج بھی وہیں کھڑے ہیں، جہاں حضور ﷺ نے ہمیں کھڑا کیا تھا، ہم بارہ وفات تو نہیں مناتے مگر اس دن حضور اقدس ﷺ کے اسلام کی جو ہیئت تھی اسے نہ بدلتے ہیں اور نہ بدلنے دیتے ہیں۔ افتراق و انتشارِ امت کے بعد ہم ہی ہیں جو اسی مقام پر کھڑے ہیں جہاں حضور ﷺ نے اپنی امت کو چھوڑا تھا۔ اس لئے ہم فرقہ نہیں امت کی باقیات ہیں۔ وما توفيقي الا بالله۔